نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کی قبر تناظر میں

مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت

حافظ مقصود احمد

ناشر

جمعیت اہلحدیث اسلام آباد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کی قبر تا حال نظر

مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت

تالیف

حافظ مقصود احمد

ناشر

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث اسلام آباد

نام کتاب : مزاروں اور درباروں کی شرعی حیثیت

مصنف : حافظ مقصود احمد

طبع : دوئم

سال : 1420 ہجری بمطابق 1999

ناشر : مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد
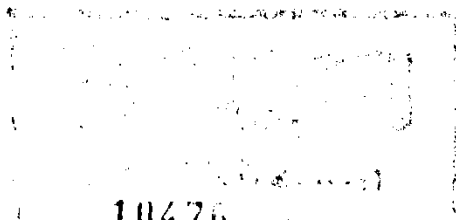
تقدیم

علامہ عبدالعزیز حنیف، امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين نبينا محمد و اله وصحبه اجمعين، وبعد!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں جتنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا ہے، ان میں سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہمیں ھدایت سے نوازا، اپنی معرفت عطا کی، اپنی توحید سے آشنا کیا، اپنی غلامی کا راستہ دکھا کر سینکڑوں اور ہزاروں کی غلامی سے بچالیا، جو دین اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا، اسکی بنیاد اللہ کی عبادت اور عبادت میں اخلاص پر ہے، رب کائنات نے جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا، اس کے ساتھ ہی اخلاص کا حکم دیا: ﴿وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء﴾ "ان سب لوگوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اور تمام تر ادیان سے الگ ہو کر دین کو صرف اور صرف اللہ کے لیے اپنائیں۔"

انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا مرکز و محور توحید ہی تھی، مکہ مکرمہ میں اللہ کے محبوب پیغمبر سید الاولین و الآخرین ۱۳ برس تک توحید ہی کا درس دیتے رہے، آپ کی مکی زندگی میں جن قرآنی آیات اور سورتوں کا نزول ہوا ان میں یا تو توحید کا بیان ہے، یا فکرِ آخرت۔ جو دعوت نبی اکرم ﷺ نے پیش کی، وہی دعوت آپ کی امت کی ذمہ داری ہے، اسلیے کہ امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے امت دعوت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا: ﴿كنتم خير امة اخرجت للناس﴾ تم سب سے بہتر امت ہو اس لیے کہ تمہیں لوگوں کو دعوت دینے کے لیے پیدا کیا گیا ہے، دعوت کے

سلسلے میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے : ﴿من رای منکم منکرا فلیغیره بیده، فان لم یستطع فبلسانه، فان لم یستطع فبقلبه، وذلك أضعف الایمان﴾ تم میں سے اگر کوئی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اسکی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے، اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے برا سمجھے، اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔

ہمارے ملک میں جہالت اور لاعلمی کی بنا پر بزرگوں کی قبروں پر ان سے محبت کی آڑ میں جو شرک ہو رہا ہے، یہ حقیقت میں ہماری ذلت و رسوائی اور زوال کا سبب ہے، ہمارے ملک میں اسلام کا نفاذ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک قبروں اور مزاروں پر ہونے والے شرک کا تدارک نہیں کیا جاتا، ہم نے اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کے جذبے سے اس کتاب کو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حافظ مقصود احمد صاحب کو جنہوں نے دعوت کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ (آمین)۔

عبدالعزیز حنیف

امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب العزت نے انسان کو جو عزت و تکریم بخشی ہے وہ کسی اور مخلوق کو میسر نہیں ، اس عظیم احسان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان بھی باقی تمام مخلوقات کی نسبت رب کائنات کو سب سے زیادہ پہچاننے والا اور اس کے احکام کے سامنے سرنگوں کرنے والا اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا ہو ' انسان دنیا میں زندگی بسر کر رہا ہے ' تو اشرف المخلوقات کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ، زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالی نے اس کے لیے مسخر کر رکھی ہے ' دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو نہایت عزت و احترام اور خاص اہتمام کے ساتھ اسے زمین کے دامن میں جسے قبر یا لحد کہا جاتا ہے اتار دیا جاتا ہے ' فوت ہونے کے بعد طہارت اور غسل کا انتظام ' غسل بھی ایسے پانی سے جو نہ گرم نہ سرد ' سفید کپڑے کا کفن ' نماز جنازہ اور پھر رحمت و مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ اسے دنیا سے رخصت کیا جاتا ہے ' قبر ہم اپنی مرضی سے تیار نہیں کرتے بلکہ یہ اللہ تعالی کی تعلیم کے مطابق ہے ' جس کا ذکر سورۃ المائدہ میں ہے کہ "جب روئے زمین پر آدم کا پہلا بیٹا ناحق قتل ہوا تو اسکی میت کو چھپانے کا معاملہ درپیش آیا ' اللہ تعالی نے ایک کوے کو بھیجا جس نے زمین کرید کر ایک مردہ کوے کو دفن کیا جسے دیکھ کر ابن آدم کو زمین میں دفن کیا گیا ، " قرآن مجید میں انسانی مدفن کو قبر کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ "الانفطار" میں ہے ﴿واذا القبور بعثرت﴾ (آیت نمبر ۴) "جب (یعنی قیامت کے روز) قبروں کو اکھاڑا جائیگا ، " نبی اکرم ﷺ فوت ہونے والے صحابہ کرام کی نماز جنازہ پڑھتے اور پھر قبرستان تشریف لے جاتے ' اور دفن کے بعد میت کے حق میں دعا مانگتے۔

قبرستان کی زیارت کا مقصد

شروع اسلام میں نبی اکرم ﷺ نے قبرستان کی زیارت سے منع کیا تھا' اس لیے کہ دور جاہلیت میں لوگوں کے عقائد گمراہ کن تھے ، اور قبروں پر خرافات کا ارتکاب کیا جاتا تھا' بعد ازاں جب لوگوں کے ایمان مضبوط ہو گئے اور عقائد میں توحید کی خوشبو رچ بس گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا : " کنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الآخرة" (صحیح مسلم) " میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن اب تم جاسکتے ہو ، کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گیں۔

اس حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کا مقصد بیان فرمایا ہے ،عوام الناس جو مقصد لے کر قبروں اور مزاروں پر جاتے ہیں اور جن جن خرافات کا وہاں ارتکاب کرتے ہیں اسے بھی سامنے رکھیں ، اور پیارے پیغمبر امام کائنات ﷺ نے قبرستان جانے کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اسے بھی مد نظر رکھیں تو ان دونوں میں زمین و آسمان کا تفاوت نظر آئیگا ، قبرستان تو جائے عبرت ہے ، جہاں پہنچ کر انسان کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ اس شہر خموشاں کے مکین کسی وقت ہماری طرح زمین پر چلتے پھرتے، نرم و نازک بستروں پر آرام کرتے ، اپنے بیوی بچوں اور اعزاء واقارب میں خوشیوں اور مسرتوں کی زندگی بسر کرتے ، اور اس دنیا کی محفلوں کی رونق بنا کرتے تھے ۔ مگر موت کے آہنی پنجے نے آج انہیں دنیا و مافیہا سے کاٹ کر رکھ دیا ہے ۔ اور ایسی بستی میں انہوں نے ڈیرے ڈال لیے ہیں جہاں چاروں طرف مٹی ہی مٹی ، اندھیرا ہی اندھیرا، نہ کچھ سنتے ہیں ، نہ سنا سکتے ہیں،نہ اپنے عزیزوں کی غمی و خوشی میں شریک ہوتے ہیں ، اور نہ اپنے گھروں کی طرف کبھی

واپس لوٹ کر آسکتے ہیں ۔ جب آدمی قبرستان میں کھڑے ہو کر ان حقائق پر نظر ڈالے گا تو دنیا کی حقیقت اس پر عیاں ہو جائیگی اور وہ آخرت کی تیاری میں معروف ہو جائیگا۔ قبرستان کی زیارت کا یہ مقصد اسی وقت پورا ہو گا جب قبریں کچی اور سادہ ہوں گی، اگر انھیں سنگ مرمر سے پختہ بنا دیا گیا ہو ، مختلف رنگوں کے پھولوں سے انھیں سجایا گیا ہو ، بڑی بڑی عمارتیں ان پر کھڑی کر دی گئی ہوں ، عرق گلاب سے انھیں دھویا جارہا ہو ، خوشبوؤں سے مہکایا جارہا ہو ، اور پھر انھیں مشکل کشا و حاجت روا سمجھ کر رب کائنات کے اختیارات میں حصہ دار بنا دیا گیا ہو ، تو پھر قبروں کی زیارت سے وہ مقصد جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا ہے کیسے حاصل ہو گا؟ ۔" فاعتبروایا اولی الابصار"

قبروں کو پختہ کرنا

آجکل دیار اسلام میں قبریں اور ان پر تعمیر کیے گئے بڑے بڑے قبے اور مزارات بکثرت نظر آتے ہیں ، جو حقیقت میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کے سراسر منافی اور عقیدہ توحید کے بالکل متصادم ہیں ، پکی قبروں اور مزاروں پر کھلے بندوں شرک کا ارتکاب کیا جارہا ہے ، اگر قبروں کے بارہ میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اختیار دیا ہوتا کہ ہم اپنی مرضی سے جیسے چاہیں تعمیر کرلیں تو قبوں اور مزاروں کی تعمیر میں کوئی حرج نہ تھا۔ مگر جب امام کائنات ﷺ نے اس سے منع کر دیا اور اسے حرام قرار دیا ہے تو اب مسلمان کا فرض ہے کہ آپ کے حکم کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دے ۔ صحیح مسلم ، مسند احمد ، سنن نسائی ، ابی داود اور صحیح ترمذی کی روایت ہے : حضرت جابرؓ امام کائنات ﷺ سے روایت کرتے ہیں " نهی رسول الله ﷺ ان یجصص القبر و ان یقعد علیها و ان یبنی علیها"

نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو پکا بنایا جائے ،اس پر بیٹھا جائے ،اور یہ کہ اس پر عمارت کھڑی کی جائے۔

آپ کا یہ حکم عام ہے۔ اسمیں نیک بندوں یا بزرگوں کے لیے کوئی تخصیص نہیں کہ عام لوگوں کی قبریں کچی ہوں اور بزرگوں کی قبریں پکی تعمیر کی جائیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑا بزرگ کون ہو سکتا ہے ؟ روئے زمین کے اگلے اور پچھلے سارے بزرگ جمع ہو جائیں تو وہ نبی اکرم ﷺ کے ادنی سے ادنی صحابی کے پاؤں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے ، تمام ترکتب احادیث میں سے ایک روایت بھی ایسی نہیں پیش کی جاسکتی کہ کسی صحابی کی قبر کو پختہ بنایا گیا ہو، یا ان کی قبروں پر عمارات کھڑی کی گئی ہوں ، اگر ان چیزوں میں خیر کا کوئی پہلو ہوتا، تو صحابہ کرامؓ اس خیر سے کسی صورت میں بھی محروم نہ رہتے ۔ جنت البقیع میں بعض صحابہ کرام کی قبروں پر جو قبے تعمیر کیے گئے اور ملک عبدالعزیز آل سعود۔ نور اللہ مرقدہ ۔نے انھیں گرانے کا حکم دیا یہ سب کچھ ترکی حکومت کا شاخسانہ تھا، ترکی حکومت کی جاری کردہ خرافات تو ہمارے لیے حجت نہیں ۔ہاں خیر القرون اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اگر ایسے کام کی دلیل پیش کردی جائے تو وہ ہم سب کے لیے قابل تسلیم ہوگی۔

پکی قبر بنانے کے بارہ میں رسالت مآب ، حبیب کبریاء ،امام کائنات نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہم درج کرچکے ہیں ۔ دوسرے ارشاد میں جو کہ ذخیرہ احادیث کی تقریباً تمام کتابوں کے اندر موجود ہے، امام کائنات ﷺ نے یہود و نصاری پر لعنت بھیجی ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدوں میں تبدیل کردیا آپ نے فرمایا "لعن اللہ الیھود و النصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد" (صحیح بخاری ودیگر کتب احادیث)

"اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر، جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا چھوڑا۔

انبیاء کی قبروں کو اسی طرح مسجدوں کی شکل دیدی گئی جس طرح آجکل مزاروں کو مسجدوں کی طرح بنایا جارہا ہے، اور پھر ان مزارات پر وہ عبادات کی جارہی ہیں جو مساجد کے ساتھ مخصوص تھیں۔ ذرا غور فرمائیں، اگر یہود و نصاریٰ انبیاء کی قبروں پر عبادات کرنے اور انہیں مسجدوں کی طرح بنانے کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں ملعون ٹھہرے ہیں، تو آجکل کے مسلمان جو بزرگوں کی قبروں پر مسجدیں بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں ۔اس پر مستزاد میلے ٹھیلے، عرس اور تقریبات کا انعقاد کرنا ؟ یہ تو یہود و نصاریٰ کے فعل سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں، اور رب العزت کے قانون میں ایسی کوئی شق موجود نہیں کہ ایک کام یہود و نصاریٰ کریں تو ملعون ہوں اور وہی کام مسلمان کریں تو وہ ماجور ہوں۔

برادران اسلام! درباروں اور مزاروں کا کاروبار علمائے سوء کی اختراع ہے، ان کی لاکھوں کروڑوں روپے کی آمدن اس گھناؤنے کاروبار سے وابستہ ہے، پاکستان میں کوئی ایسا مزار دکھایا جاسکتا ہے جس کے مجاور لاکھوں پتی نہ ہوں ؟ اور ان کی اولادیں عیش و عشرت اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر نہ کر رہی ہوں ؟ ان گدی نشینوں اور آستانوں کے مجاوروں کا سنت رسول سے کوئی دور کا بھی واسطہ و تعلق ہوتا تو یہ فقراء و مساکین کی نذر و نیاز پر عیاشیاں کرنے کی بجائے امام کائنات ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپناتے ہوئے اللہ کے راستے میں جہاد کرتے یا کم از کم محنت کر کے رزق حلال ہی کماتے، مگر ان گدی نشینوں کا نہ جہاد سے کوئی تعلق ہے نہ یہ محنت کے عادی ہیں، شاعر مشرق علامہ

اقبالؒ نے بال جبریل میں ایسے ہی ان کے بارہ میں نہیں کہہ دیا تھا:ـ

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی

گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

اب ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کی رو سے ان خرافات کا کوئی جواز ہے یا نہیں ؟

مشہور حنفی امام سرخی المبسوط جلد ۲ صفحہ ۶۲ پر لکھتے ہیں :" قبروں کو پختہ نہ بناؤ ،کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اسکی ممانعت ثابت ہے ۔" فتاوی قاضی خان جلد ا صفحہ ۱۹۴پر ہے : " قبر کو پختہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی اس پر قبہ وغیرہ تعمیر کیا جائے کیونکہ امام ابو حنیفہ سے اسکی نہی وارد ہوئی ہے۔

امام کاسانی حنفی اپنی کتاب بدائع الصنائع جلد صفحہ ۳۲۰ پر لکھتے ہیں " قبر کو پختہ کرنا مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ نے قبر پر قبہ وغیرہ بنانا مکروہ سمجھا ہے ۔اسمیں مال کا ضیاع ہے۔

قاضی ابراہیم حنفی لکھتے ہیں " وہ قبے جو قبروں پر تعمیر کیے گے ہیں انہیں گرانا فرض ہے ۔کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی معصیت اور نافرمانی پر تعمیر کیے گے ہیں ،اور وہ عمارات جو نبی کی معصیت پر تعمیر کی گئی ہوں انہیں گرانا مسجد ضرار کے گرانے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔حوالہ مجلس الابرار صفحہ ۱۲۹۔

مزارات پر حیا سوز مناظر

عربی زبان کا محاورہ ہے "لا تجنی من الشوك العنب" کانٹے بو کر آدمی انگور نہیں چن سکتا۔جو بوئے گا سو کاٹے گا ، قبروں کو پختہ کرنا اور ان پر مزارات تعمیر کرنا جب غیر شرعی کام ہے اور فقہ حنفی کی رو سے بھی حرام ہے تو غلط کام کا نتیجہ بھی غلط

ہی نکلے گا، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی مزارات ہیں وہ بھنگ، چرس، شراب، جوا اور زنا کاری کے اڈے بن چکے ہیں، میلوں اور عرسوں کے موقع پر بے پردہ عورتوں کا کثرت سے آنا جانا شرم و حیا کی چادر کو تار تار کر دیتا ہے۔ پردے کے وہ احکام جو اللہ رب العزت نے سورۃ الاحزاب میں نازل فرمائے ہیں کیا مزاروں پر ان کی کھلم کھلا مخالفت نہیں کی جاتی؟ امام کائنات ﷺ معصوم بھی ہیں، امت کے باپ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں، اس کے باوجود آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عورتوں کی بیعت لیتے ہیں، تو کسی عورت کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں لگنے دیتے۔ لیکن ان گدی نشینوں کے سامنے کوئی عورت پردہ کر کے نہیں آسکتی ہے، اس کو گستاخی پر محمول کرتے ہیں، صاحبزادہ صاحب اونچی جگہ پر مت بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور مرد و زن مل کر ان کے پاؤں دبا رہے ہیں، کوئی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا ہے، کوئی ایک ایکڑ دور سے دیکھ کر رکوع کی حالت میں چل کر آرہا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس اور خلفائے راشدین کے دور میں بھی ایسے مزارات تھے؟ گدیاں تھی؟ عرس اور میلے تھے؟ ہمارا کھلا چیلنج ہے کہ دنیا بھر کے درباری علماء مل کر ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

پاکستان کے دور افتادہ علاقوں میں ایسے دربار بھی ہیں جہاں اولاد سے محروم عورتیں بغیر محرموں کے سات سات دن اور راتیں مزاروں پر گذارتی ہیں حالانکہ امام کائنات ﷺ کی شریعت میں تو عورت بغیر محرم کے حج جیسے مقدس فریضے کے لیے بھی نہیں جاسکتی، تو پھر یہ عورتیں کس کی شریعت پر عمل پیرا ہیں؟

نبی اکرم ﷺ نے ساز، گانا، موسیقی اور آلات غنا کو حرام قرار دیا ہے اور فرمایا کہ موسیقی انسان کے دل میں ایسے نفاق کو پیدا کرتی ہے جس طرح بارش سے گھاس

اگتا ہے۔ کیا ان مزاروں پر موسیقی، مجرا اور قوالی کی مجلسیں نہیں جمائی جاتیں؟ پاکپتن
کے مزار پر تو ظالموں نے اللہ تعالی کی جنت کے مقابلے میں ایک دروازے کا نام "
بہشتی دروازہ" رکھا ہوا ہے، کہ جو یہاں سے گزرے گا وہ بہشتی ہو گا اس
دروازے کے سامنے سارا سال قوالی اور موسیقی کا دور چلتا ہے۔ یقیناً یہ ان لوگوں کی
بہشت ہے جنہیں شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ جہنم کا
ایندھن بننے والے ہیں، ہم تو اللہ تعالی سے اس جنت کا سوال کرتے ہیں۔ جس کے
دروازے پر سب سے پہلے امام کائنات ﷺ دستک دیں گے، فرشتہ پوچھے گا آپ
کون ہیں؟ فرمائیں گے میں محمد ﷺ ہوں، فرشتہ کہے گا جب سے اللہ تعالٰی نے جنت
بنائی ہے اور مجھے اس کے دروازے پر کھڑا کیا ہے، تو یہ حکم دے کر کھڑا کیا کہ اگر محمد
ﷺ دستک دے تو دروازہ کھولا جائے، اور کسی کی دستک پر دروازہ نہ کھولا جائے
۔ پاکپتن کا بہشتی دروازہ تو کسی ڈپٹی کمشنر یا وزیر اعلی کے آنے پر کھولا جاتا ہے، ڈپٹی
کمشنر شرابی، زانی، کرپٹ اور غیر مسلم بھی ہو سکتا ہے۔ ایسے ناپاک دروازے کو
بہشتی دروازہ کہنے والے رب کائنات کی جنت سے محروم ہوں گے، جنہوں نے براہ
راست اللہ تعالی کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا ہے۔

اگر کوئی انصاف پسند، سلیم الفطرت اور حق کا متلاشی ان مزاروں اور عرسوں کا
صرف مشاہدہ کرلے بشر طیکہ اسے امام کائنات ﷺ کی شریعت کا علم ہو، تو وہ پکار اٹھے
گا کہ اللہ تعالی کی توحید اور ایمان سے دشمنی کے جو مظاہر ان درباروں اور مزاروں پر نظر
آتے ہیں، روئے زمین پر اور کہیں نہیں دیکھے جا سکتے۔

قبروں پر عبادت کرنا

تمام تر عبادات اور انھیں ادا کرنے کا طریقہ ہمیں کتاب و سنت سے سیکھنا چاہیے،اگر اپنی مرضی سے یا لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر ہم کوئی کام کر کے اسے عبادت سمجھیں گے تو عبادت نہیں بلکہ بدعت ہو گی ، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے ۔"من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" ۔بخاری و مسلم ۔ جس نے دین میں کوئی نیا کام ایجاد کر ڈالا، تو وہ مردود ہو گا ۔اعمال کی قبولیت کے لیے شرط ہے کہ وہ کتاب و سنت سے ثابت ہو ،ایسا عمل جس کا ثبوت نہ تو کتاب اللہ میں ملتا ہے اور نہ سنت رسول اللہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے ،اس پر اجر و ثواب کا حاصل ہونا تو دور کی بات ہے ، قیامت کے روز وہ الٹا گلے میں پڑ جائیگا،سورۃ "محمد" میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے : "یاایها الذین آمنو ا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول ولا تبطلو ا اعما لکم" آیت نمبر ۳۳ ۔" اے ایمان والو ! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی ،اور اپنے اعمال کو (اطاعت اللہ و الرسول سے انحراف کر کے) ضائع نہ کرو۔

اب ہم جائزہ لیتے ہیں کہ قبروں اور مزاروں پر جو عبادات کی جاتی ہیں، کیا کتاب و سنت میں ان کی کوئی گنجائش ہے ؟ ہمیں نہ تو لوگوں کی طرف دیکھنا ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں، اور نہ جواز کا فتوی دینے والوں کی طرف دیکھنا ہے ، کہ آخر وہ کیوں جائز قرار دے رہے ہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب ہم حساب و کتاب کے لیے پیش ہوں گے ، اس وقت نہ عوام الناس ہمارے لیے حجت بنیں گے اور نہ فتوی نویس، قیامت کے روزے تو ہمارے اعمال صرف اور صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر پیش کے جائیں گے ،جس کے عمل کی دلیل کتاب و سنت میں ہوگی وہ عمل انشا اللہ مقبول و منظور ہو گا ، ورنہ رد کر کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

۱۔ قبروں کو مسجد کی شکل دینے کے متعلق اور انبیاء و صالحین کی قبروں پر عبادت گاہیں قائم کرنے کے بارہ میں امام کائنات ﷺ کا فرمان پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے ، نیز صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مرثد الغنوی ؓ سے روایت ہے ، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها" قبروں پر بیٹھو نہیں اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ مسند احمد ، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "الارض کلها مسجد الا المقبرة و الحمام" ساری کی ساری زمین مسجد ہے ماسوائے قبرستان اور حمام کے ۔ صحیح بخاری میں ہے، حضرت انس -رضی اللہ عنہ- لاعلمی کی بنا پر ایک قبر کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، حضرت عمر ؓ نے انہیں دیکھا تو فرمایا "القبر القبر" یعنی قبر سے بچو قبر ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قبروں کی طرف منہ کر کے یا ان کے قرب وجوار میں نماز پڑھنا جائز نہیں ، حالانکہ نماز تو اللہ تعالیٰ کے لیے پڑھی جارہی ہے، چونکہ اس سے شرک کا دروازہ کھلنے کا امکان اور قبر پرستی کے رواج پانے کا احتمال ہے، لہذا قبروں کے قریب مسجد بنانے اور نماز ادا کرنے سے بھی روک دیا گیا ، نیز حضرت عمر ؓ کے قول سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ؓ کے ہاں یہ مسلمہ امر تھا کہ قبر کے قریب نماز پڑھنا جائز نہیں۔

آج پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔ مزاروں پر مسجدیں اور مسجدوں میں مزار بنائے جارہے ہیں ، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں میں شرک عام ہورہا ہے۔ عقائد بگڑ رہے ہیں ، گمراہی پھیلتی جارہی ہے اور بہت سارے مسلمان کلمہ پڑھنے کے باوجود غیر اللہ کی عبادت کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔

۲- قبر کے پاس تلاوت کرنا اور آیات قرآنیہ کا لکھنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اجرو ثواب کا ہر کام اپنی امت کو بتلایا اور خود عمل کر کے دکھایا ہے ،آپ کی زندگی میں آپ کے بہت سارے رشتہ داروں کا انتقال ہوا، جن میں آپ کی تین بیٹیاں، زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ،آپ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ اور دیگر رشتہ دار شامل ہیں ،کیا ان میں سے کسی کی قبر پر آپ نے قرآن خوانی کی ،یا صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جا کر قرآن خوانی کریں ؟احادیث میں قطعاً اسکی کوئی دلیل نہیں ملتی، ہاں آپ قبرستان میں ان کے حق میں استغفار کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور دعائے مغفرت فرماتے، جو کہ سب کے نزدیک سنت ہے۔

قبروں اور مزاروں پر ایک افسوسناک منظر جو سامنے آتا ہے وہ قرآنی آیات کا لکھنا ہے ، جو قرآن مجید کی بہت زیادہ گستاخی اور توہین ہے ، قبرستانوں میں لکھی ہوئی ان آیات پر گردو غبار اڑرہا ہوتا ہے ۔گندی نالیاں پاس سے گذر رہی ہوتی ہیں بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جانور ان دیواروں کے ساتھ پیشاب کر رہے ہوتے ہیں ،آیات قرآنیہ کی اس گستاخی کے ذمہ دار کون ہیں ؟ کیا کبھی ہم نے یہ غور بھی کیا کہ ہمارے اس فعل سے اللہ تعالی کی مقدس کلام کی توہین ہوگی ؟

۳- نذر و نیاز پیش کرنا : مزارات پر دور دراز سے حاضری دینے والے ساتھ نذرانے بھی لیکرآتے ہیں ، اگر ساتھ نہ لاسکیں تو مزارات کے باہر سٹال لگے ہوتے ہیں جہاں پر شرینی موجود ہوتی ہے ،وہ شرینی مزار کی حدود میں تقسیم کی جاتی ہے۔اور اسے صاحب قبر کے تقرب اور اجر وثواب کا باعث سمجھا جاتاہے، صحابہ کرامؓ کو سید الکونین ﷺ سے کس قدر زیادہ محبت تھی ،کہ وہ آپ کے وضو کا پانی زمین پر نہیں

کرنے دیتے تھے، مگر کسی ایک صحابی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے کبھی امام کائنات ﷺ کے روضہ اقدس پر کوئی نذر و نیاز پیش کی ہو، اگر کتب احادیث و تاریخ میں اس کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں تو کیا ان مزارات کا مقام نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر سے زیادہ اونچا ہے جہاں نذر و نیاز والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے؟ یاد رکھیے کہ نذر ایک عبادت ہے، اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور حدیث شریف میں ہے کہ " كفارة النذر كفارة اليمين" نذر کا کفارہ وہی جو قسم کا کفارہ ہے، نذر جب قرآن و سنت کی روشنی میں عبادت کا درجہ رکھتی ہے، تو عبادات صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لیے ہیں، کوئی عبادت غیر اللہ کے لیے کی جائیگی تو وہ عبادت نہیں بلکہ شرک ہوگا۔

۴- مزارات پر جانوروں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، وہاں پر جانوروں کو ذبح کرنا بہت بڑی عبادت تصور کیا جاتا ہے، جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لعن الله من ذبح لغير الله" صحیح مسلم۔" اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس شخص پر جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا۔" مولانا شبیر احمد عثمانی تفسیر میں لکھتے ہیں " جس جانور کی جان غیر اللہ کی نذر کی جائے تو اس کی خباثت مردار کی خباثت سے بھی بڑھ جاتی ہے۔" تفسیر عثمانی صفحہ ۳۲۔

۵- مزارات پر حاضری دینے والوں کی اکثریت کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کی صاحب مزار مشکل کشا بھی ہے اور حاجت روا بھی، اسی بنا پر وہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو اس کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور اسے نفع و نقصان کا مالک سمجھتے ہیں جبکہ قرآن مجید بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ "و من اضل ممن يدعو من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم عن دعاءه هم غفلون" سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۵۔"

اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان سے مانگتا ہے جو قیامت تک بھی اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، بلکہ وہ تو ان کی دعاؤں سے غافل ہیں" دوسرے مقام پر فرمایا"ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم" سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۴ "بیشک وہ لوگ جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں۔: یعنی جس طرح مانگنے والا نفع و نقصان کا مالک نہیں، اسی طرح جس سے مانگا جارہا ہے وہ بھی نفع و نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتا، سورۃ الحج آیت نمبر ۷۸ میں فرمایا : "ضعف الطالب و المطلوب"مانگنے والا بھی کمزور ہے اور جس سے مانگا جارہا ہے وہ بھی ۔ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۳ میں فرمایا "ولا یملکون لا نفسھم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیٰوۃ ولا نشورا" وہ تو اپنے آپ کے نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں، نہ زندگی و موت کے مالک ہیں اور نہ مرے ہوئے کو اٹھانے کے"۔

قرآن مجید میں یہ اور ایسی سینکڑوں آیات کریمہ واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نفع و نقصان کا مالک نہیں، مگر افسوس کہ مسلمان قرآن مجید میں جو کہ کتاب ہدایت ہے، غور و فکر کرنے کی بجائے ایک دوسرے کو دیکھ کر گمراہی میں بڑھتے اور شرک میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں۔ روز نامہ "الاخبار" نے ۱۱ اپریل ۱۹۹۹ء کو پہلے صفحے پر ایک نمایاں تصویر شائع کی جسے دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جس تصویر نے مشرکین مکہ کی جہالت و گمراہی کو بھی مات کر دیا، کہ ایک شخص بری کی قبر پر سجدہ ریز ہے، اس قسم کا شرک صرف بری کی قبر پر نہیں بلکہ بڑے بڑے تمام مزاروں پر ہو رہا ہے، بلکہ اگر کہیں لکھ کر لگایا گیا ہے کہ سجدہ کرنا جائز نہیں، وہاں بھی سجدہ ریزی ہوتی ہے، در حقیقت درباروں اور مزاروں کی فضا اور

ماحول ہی ایسا ہے کہ اگر یہ رہیں گے تو غیر اللہ کو سجدہ ضرور ہوگا اور شرک کے ارتکاب سے لوگوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔

۶- چلہ کشی کرنا: مزاروں پر چلہ کشی اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لیے سالہا سال عبادت کرنے کی رسم چلی آرہی ہے، حدیث کی رو سے جس کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے، قبر پر نماز پڑھنا حرام ہے، اور قبروں کو عبادت گاہیں بنانے والوں پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، تو پھر چلہ کشی کرنے والے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں یا فرض نماز کے اجر و ثواب سے بھی محروم ہوتے ہیں؟ کیا کسی صحابی سے یہ ثابت ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر پر چلہ کشی کی ہو اور سلوک کی منزلیں اس طرح طے کی ہوں؟

۷- قبروں کا طواف کرنا: اس کائنات ارضی پر صرف ایک ہی ایسی جگہ ہے جہاں طواف کیا جاتا ہے، اور وہ ہے اللہ کا گھر "مسجد حرام" جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے، جس طرح امام الانبیاء ﷺ کی نبوت و رسالت کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ طواف کرنا بھی کفر ہے، اگر بغور جائزہ لیا جائے تو درباروں کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ اندر داخل ہونے والا قبر کے اوپر سے چکر کاٹ کر آتا ہے اور قبر کی طرف پشت کرنا گناہ سمجھتا ہے، خانہ کعبہ جہاں اصلی طواف ہوتا ہے، وہاں تو لوگ خانہ کعبہ کی طرف پشت کرنا گناہ نہیں سمجھتے، مگر جن قبروں پر طواف ہوتا ہے، یا طواف کی مشابہت قائم کر دی گئی ہے، وہاں قبر کو پشت کرنا گناہ تصور ہوتا ہے، کیا اس طرح قبروں، مزاروں اور درباروں کو عملی طور پر اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ پر اہمیت و فوقیت اور فضیلت دینے کی جسارت نہیں کی جاتی؟ علامہ ابن نجیم حنفی فرماتے ہیں: "کعبہ کے سوا کسی دوسری چیز کے گرد

طواف کرنا کفر ہے۔" البحر الرائق۔

۸- دیواروں اور درختوں کو چومنا: مزاروں کے درو دیوار کو بڑی عقیدت سے چومنے کے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں، ان کے قریب اگے ہوئے بعض درختوں کو بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے، اور کمزور عقیدے والے، توہمات کا شکار زائرین ان درختوں سے دھاگے باندھتے پھرتے ہیں، اولاد سے محروم عورتیں جہاں اور بہت ساری خرافات کا ارتکاب کرتی ہیں، وہاں ان درختوں کے نیچے دامن پھیلا کر کھڑی ہو جاتی ہیں، کہ کوئی پتہ ان کی جھولی میں آگرے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب مزار نے اولاد کی منظوری دے دی ہے، حالانکہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اعلان فرمایا ہے کہ اولاد دینا صرف اور صرف رب کائنات کا کام ہے "یخلق ما یشاء، یھب لمن یشاء إناثا و یھب لمن یشاء الذکور، أو یزوجھم ذکرانا و اناثا و یجعل من یشاء عقیما" سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۴۹-۵۰ "اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکے، یا لڑکے اور لڑکیاں دونوں عطا کر دیتا ہے، اور جسے چاہے بانجھ کر دے۔" وہ چاہے تو بڑے بڑے اولیاؤں اور بزرگوں کو اولاد سے محروم کر دے، جو اپنے آپ کو اولاد کی دولت سے مالا مال نہیں کر سکتے وہ اوروں کو کیا دیں گے؟ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے "أیشرکون باللہ ما لا یخلق شیئاً وھم یخلقون" سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۱۔ "کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انہیں شریک کر رہے ہیں جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں۔" سورۃ الحج میں ارشاد ہے: "ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ" "بے شک وہ جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پکارتے ہو، وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ سارے کے سارے اس کام کے لیے جمع ہو جائیں۔"

قبروں اور مزاروں کو چومنے کا اگر کوئی جواز ہوتا تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام کائنات ﷺ کی قبر مبارک کو چومتے، مگر کسی صحابی سے مطلقاً ایسا کرنا ثابت نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود کو چومتے ہیں، تو اسے مخاطب ہو کر یوں فرماتے ہیں: "انی لاعلم انك حجر لا تضر ولا تنفع، ولو لا انی رأیت رسول اللہ ﷺ یقبلك ما قبلتك" صحیح بخاری۔ "مجھے معلوم ہے کہ تو ایک پتھر ہے، نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے ہرگز نہ چومتا" یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان ہے، کہ کتاب و سنت سے دلیل کے بغیر کسی کام کو نیکی کا باعث نہیں سمجھتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شجر و حجر میں نفع و نقصان کی کوئی تاثیر نہیں، وگرنہ حجر اسود سے بڑھ کر متبرک پتھر اور کونسا ہو سکتا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ کے گھر کے ساتھ نصب ہے، جسے انبیاء علیہم السلام اور امام الانبیاء ﷺ نے چوما، اگر حجر اسود میں نفع و نقصان کی تاثیر نہیں تو سرزمین عجم کے شجر و حجر کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ مگر افسوس کہ ہمارے عقائد کی کمزوری نے ان چیزوں کو معبود اور مشکل کشا کا درجہ دے رکھا ہے وگرنہ یہ تو نباتات اور جمادات کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

۹- غلاف چڑھانا اور جھنڈیاں نصب کرنا: قبروں اور مزاروں پر غلاف چڑھانا یہ بھی خانہ کعبہ کی مشابہت ہے، جس سے خانہ کعبہ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، ہمارے قانون میں جو پروٹوکول وزیراعظم کا ہے، اگر کوئی سپاہی یا ایس ایچ او وہ استعمال کرنے کی جسارت کرے یا جو اعزاز ایک چیف آف آرمی سٹاف کا ہے، وہ ایک فوجی حاصل کرنے کی کوشش کرے تو قانون ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرے گا؟ انسان کا بنایا

ہوا قانون جب پامال ہوتا ہے تو اسے بڑی غیرت آتی ہے، اور وہ توہین کرنے والے کے لیے سخت سے سخت ترین سزا کا مطالبہ کرتا ہے، مگر جب خود اللہ تعالیٰ کے قانون کی دھجیاں بکھیرتا ہے تو اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا احساس نہیں ہوتا کہ اگر اس نے پکڑ لیا تو دنیا کی کوئی طاقت چھڑا نہیں سکے گی۔

قبروں پر غلاف چڑھانے اور جھنڈیاں لگانے کا کوئی ثبوت کتاب و سنت میں موجود ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے جب کھانے، پینے، اٹھنے بیٹھنے، لباس پہننے، حتیٰ کہ بیت الخلاء میں جانے کا طریقہ تک بتا دیا ہے تو ان غلافوں اور جھنڈیوں کا بھی ضرور ذکر ہونا چاہئے تھا۔

نبوی فیصلے میں قبوں کو گرانے کا حکم

قبروں پر تعمیر کیے گئے قبوں کو گرانا کیا بزرگوں کی توہین ہے؟ جو لوگ توحید سے بے بہرہ اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے نا آشنا ہیں، وہ یہی کہتے ہیں کہ قبوں کو گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے، ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس بات کے پابند ہیں کہ جائز و ناجائز اور حرام و حلال کے بارہ میں خود فتویٰ سازی کی بجائے اللہ کے قرآن اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان کی طرف رجوع کریں۔ کیونکہ منبع رشد و ہدایت اور سرچشمہ خیر و فلاح کتاب و سنت ہیں، نہ کہ عوام الناس کی اکثریت کا طرز عمل، جب ہم کتاب و سنت سے قبوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ قبروں کو پختہ کرنا حرام ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی پچھلے صفحات میں گذر چکا ہے کہ "آپ نے قبروں کو پختہ کرنے اور ان پر عمارات کھڑی کرنے سے منع فرمایا ہے۔" صحیح ترمذی۔

معلوم ہوا کہ اگر کوئی قبر پر قبہ بناتا ہے تو حکم نبوی کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے "فلا و ربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم" سورۃ النساء آیت نمبر ۶۵۔ آپ کے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں بن سکتے جب تک آپ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کر دیں۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پختہ قبر تعمیر کرنے اور قبہ سازی کر کے حکم نبوی کی مخالفت کرنے والا اس وقت تک مومن نہیں بن سکے گا جب تک وہ اس قبے کو ختم کر کے حکم نبوی کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا۔

اگر قبے گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے تو اس حدیث کا مطلب کیا نکلے گا جس میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی کو یہ حکم دے کر بھیجا کہ جہاں کوئی قبہ نظر آئے اسے گرا دیا جائے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے: حضرت ابو الھیاج اسدی بیان کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تم کو ایک ایسے مشن پر روانہ کرتا ہوں، جس پر امام کائنات ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، آپ نے یہ مشن دے کر بھیجا تھا کہ اے علی! اگر تجھے کوئی مجسمہ نظر آئے تو اسے مٹا دینا، اور اونچی قبر نظر آئے تو اسے زمین کے برابر کر دینا، یہ روایت سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی روایت کا بخاری و مسلم میں ہونا اسکی صحت کے لیے کافی ہے، نبی علیہ السلام سے روایت کرنے والی شخصیت بھی معمولی نہیں، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں، روایت کے الفاظ اور ان کا مفہوم بھی بالکل واضح ہے، کہ اونچی قبروں کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا جائے۔ موجودہ زمانے میں یا مستقبل میں قیامت تک اگر کوئی صاحب توحید اونچی اور پختہ قبروں، مزاروں اور درباروں کو گرا کر سنت کے مطابق ایک بالشت تک کر دیتا ہے تو دنیا کا کوئی عالم، مفتی، مدرس، شیخ الحدیث، پیر، بزرگ، گدی نشین یا مجاور کتاب و سنت کی رو سے اس کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ

دینا کہ قبوں کو گرانا بزرگوں کی گستاخی ہے، یہ تو بڑا آسان کام ہے، مظاہرے کرنا جلوس نکالنا اور عوام کالانعام کو جمع کر کے احتجاجی تقریریں کرنا کوئی مشکل نہیں، مگر دلیل کے ساتھ قبروں پر مزاروں اور قبوں کی تعمیر کو ثابت کرنا کسی مائی کے لال کے بس کی بات نہیں، ہمارا چیلنج ہے کہ پوری دنیا کے علماء و مشائخ اور مفتیان کرام کتاب وسنت سے قبروں پر قبے بنانے کا جواز اور ثبوت پیش کر دیں تو پاکستان کی کسی بھی عدالت میں ہماری یہ تحریر پیش کر کے منہ مانگا انعام وصول کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر ہم کتاب و سنت سے مزاروں اور قبوں کو گرانے اور منہدم کرنے کا ثبوت پیش کر دیں تو پھر سب مل کر یہ فتوی جاری کریں کہ پاکستان میں جتنے دربار اور مزار ہیں اور ان پر جتنی عمارتیں کھڑی کی گئی ہیں انہیں گرا کر ویسے کر دیا جائے، جیسے امام کائنات ﷺ نے صحابہ کرام کی قبریں کچی مٹی سے بنائیں۔ اور جیسے خود رحمتہ للعالمین کی قبر تیار کی گئی، جنگ احد میں ۷۰ صحابہ کرام شہید ہوئے، جن میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ بھی تھے، امام کائنات ﷺ نے ان کی تدفین اپنے سامنے کروائی، مگر کسی قبر پر نہ پکی اینٹوں کو استعمال کیا اور نہ کسی قبر پر قبہ تعمیر کیا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی قبر تو سادہ ہو، اور پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ایران اور دیگر عجمی ممالک کے چھوٹے چھوٹے بزرگوں کی قبریں بڑی اونچی اونچی اور قبہ نما ہوں، کیا یہ بے انصافی نہیں؟ کیا برصغیر کے ان بزرگوں کا مقام سیدنا حمزہؓ کے مقام سے اونچا ہے؟ یا کیا نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام۔ نعوذ باللہ۔ بھول گئے کہ انہوں نے شہداء احد، جن کا تذکرہ قرآن مجید بھی کرتا ہے، کی قبروں پر قبے تعمیر نہیں کیے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے بعد روئے زمین کے تمام بزرگ، اولیاء اور ائمہ کرام مل جائیں تو امام کائنات ﷺ کے چھوٹے سے چھوٹے

صحابی کے پاؤں کی خاک کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ چہ جائیکہ سید الشہداء حضرت حمزہؓ، دیگر شہداء احد اور مہاجرین و انصار کے مقام و مرتبہ کو پہنچ سکیں، اگر خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ نے کسی کی قبر پر قبہ و مزار تعمیر نہیں کیا، تو ان بزرگوں کی قبروں پر تعمیر کیے گئے قبوں اور مزاروں کی کیا حیثیت ہے؟ کیا یہ صحابہ کرام سے بڑے ہیں؟ کیا صحابہ کرام کے لیے شریعت اور تھی اور ان بزرگوں کے لیے شریعت اور ہے؟ کیا صحابہ کرام کو قبے بنانے کا طریقہ نہ آتا تھا جو ہم نے سیکھ لیا؟ فاتوا بر ھانکم ان کنتم صٰدقین؟؟؟

اس سے بھی زیادہ قابل غور اور توجہ طلب بات یہ ہے، کہ انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے اور پھر دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کو اسی زمین میں دفن کیا گیا، جہاں جہاں ان کے مدفن ہیں، وہاں ان کے جسم بھی محفوظ ہیں، کیونکہ امام کائنات ﷺ کا فرمان ہے کہ "ان اللہ حرم اجساد الانبیاء علی الارض" بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو مٹی پر حرام کردیا ہے" یعنی ان کے جسم قبروں میں مٹی کی دست برد سے محفوظ رہتے ہیں۔ جب ان کی قبریں بنائی گیں اور ان کے جسم بھی محفوظ ہیں، تو ان کی قبروں کے آثار کہاں ہیں؟ اگر بزرگوں کی قبروں پر قبے بنانا اور ان کو محفوظ رکھنا ضروری ہوتا تو اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبروں کی قبروں کے آثار کبھی مٹنے نہ دیتا!۔

مزاروں اور قبوں کو منہدم کرنے پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی قبروں کے آثار پیش کریں یا ان کے دفن ہونے کی نفی کریں؟ یا یہ اعلان کریں کہ اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبروں کی قبروں کی حفاظت نہ کرسکا؟ کہ ان کی قبروں کے آثار تک مٹ گئے۔ یا پھر اس بات کا اعتراف

کریں کہ رب کائنات کی منشاء ہی یہی تھی کہ انبیاء علیھم السلام کی قبروں کے آثار نہ رہیں ، تاکہ انکی قبروں پر اس طرح شرک کا کاروبار نہ ہوا جو ہم اپنی آنکھوں سے ان مزاروں اور درباروں پر دیکھ رہے ہیں سورۃ الانعام کے رکوع نمبر ۱۰ میں اللہ رب العزت نے ۱۸ پیغمبروں کا نام ذکر فرمایا ہے چلو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی قبروں کو تلاش کرنا مشکل ہے تو ان ۱۷ پیغمبروں -عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ- کی قبروں کی نشان دہی کر دیں جن کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے ؟ ظاہر بات ہے کہ یہاں دو صورتیں ہو سکتی ہیں ، ان کی قبروں پر مزار بنائے ہی نہیں گئے، اگر نہیں بنائے گئے تو ہم ان چھوٹے بزرگوں کی قبروں پر کس لیے مزار بناتے ہیں ؟اگر بنائے گئے تو کس نے گرائے ؟اور اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ کیونکہ انہیں سعودی عرب کی حکومت نے تو نہیں گرایا۔اسی زمانے میں کسی نے گرایا ہوگا، سعودی حکومت پر فتوے لگانے اور اس کے خلاف احتجاج کرنے کی بجائے پہلے انکے خلاف احتجاج کریں جنہوں نے ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبروں کی قبروں کے نشانات تک مٹا دیئے، پھر اس بات کا بھی جواب دیں کہ انبیاء علیم السلام پر متواتر یکے بعد دیگرے وحی نازل ہوتی رہی ،احکام و مسائل آسمان سے نازل ہوتے رہے، بعد میں آنے والے انبیاء پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل کیوں نہ کی کہ وہ اپنے سے پہلے انبیاء کی قبروں کی حفاظت کریں اور ان کے آثار مٹنے سے بچائیں،اور آثار مٹانے والے گستاخوں کی مذمت وحی الٰہی کے ذریعے کیوں نہ کی گئی؟ کیونکہ سب سے آخر میں امام الانبیاء سید الکونین ﷺ تشریف لاتے ہیں۔تو ان پر قرآن مجید کا نزول ہوتا ہے ،جس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کے جرائم اور ان کو ملنے والی سزاؤں کا ذکر فرمایا، جیسا کہ ایک قوم نے ہفتہ کے روز شکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی شکلوں کو مسخ کر کے بندروں کی

شکل میں تبدیل کر دیا، مگر ان گستاخوں کا تذکرہ کہیں بھی نہیں جنہوں نے اتنے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کی قبروں کے نشانات مٹا کر رکھ دیئے، نہ ان کے خلاف قرآن مجید کوئی فتویٰ صادر کرتا ہے نہ امام کائنات ﷺ ان کی مذمت فرماتے ہیں۔ چلو نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام کو یہی حکم دے دیتے کہ میرے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی قبر پر مزار تعمیر کر دو، کیونکہ اگر آپ دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی جگہ پر مطلع فرما دیتا، تو آپ نے اپنے جدِ امجد بلکہ جد الانبیاء خلیل اللہ علیہ السلام کا مقبرہ تعمیر کیوں نہ کروالیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام تو مکۃ المکرمہ میں آباد ہوئے، یہیں شادیاں کیں، نبی اکرم علیہ السلام اور اہل مکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، اسی سرزمین میں ان کا انتقال ہوا، اور یہیں انہیں دفن کیا گیا، دنیا بھر کے علماء مل کر ان کے مزار کی نشاندہی کریں اور ان کا مقبرہ دکھائیں؟ اگر فرعون کی لاش کئی صدیاں گذر جانے کے بعد باقی رہ سکتی ہے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مقبرہ کیوں نہیں رہ سکتا تھا؟ اگر زمانے کی گردشوں نے اسے مٹا دیا، یا کسی گستاخ کے ہاتھ اسے لگے اور اس نے منہدم کر دیا، تو نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کی قبر کی نشاندہی فرما کر ان کا مقبرہ تعمیر کیوں نہ کروالیا۔ جبکہ ان کی قبر تو اسی مکۃ المکرمہ میں کسی جگہ پر ہوگی۔ ان کے ہاتھوں کا بنایا ہوا خانہ کعبہ موجود ہے، اور زمانے کے لیل و نہار خانہ کعبہ کو نہ مٹا سکے تو ان کی قبر، قبر پر مزار، مزار پر قبہ، قبے پر لمبے چوڑے مینار، یہ سب کچھ کہاں غائب ہوگیا؟ نہ اللہ کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی تجدید کا سوچا، نہ خلفائے راشدین نے، نہ تمام تر صحابہ کرام نے، دربار بنانے کا جو جذبہ و شوق ہمارے دلوں میں موجزن ہے، وہ اللہ کے رسول علیہ السلام اور صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں کیوں نہ تھا؟

میرے بھائیو ذرا سوچو! غور و فکر سے کام لو، لوگوں کے نذرانوں پر عیش و عشرت کرنے والے گدی نشین مجاوروں، دین فروش مفتیوں اور قبروں کی تجارت کرنے والے مولویوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بنو، یہ مسلمان کے عقیدے سے تعلق رکھنے والے مسائل ہیں، اگر ان مسائل میں ٹھوکر کھاؤ گے تو نماز، روزہ اور حج و زکوۃ سے ثواب سے بھی جاؤ گے، کیونکہ اگر بنیاد ہی ٹیڑھی ہوگئی، تو ساری کی ساری عمارت ٹیڑھی رہے گی۔

یقین جانیے! اگر ان درباروں اور مزاروں میں کوئی خیر کا پہلو ہوتا تو اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبروں کو اس خیر سے محروم نہ رکھتا۔ اور ان کی قبروں پر قبے تعمیر کرنے کا حکم آسمانی کتابوں میں نازل فرما دیتا، پھر ان کے دربار بنتے، اور ان پر عرس میلے منعقد ہوتے، نذرانے پیش کیے جاتے، غلاف چڑھائے جاتے، اور وہ تمام مناظر وہاں پر دکھائی دیتے، جو ہمارے ہاں مزاروں اور درباروں پر دیکھنے میں آتے ہیں ...... مگر ایسا نہیں ہے۔ کیوں؟ اسلیے کہ یہ دربار و مزار انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید کے منافی ہیں۔ یہ تو شرک کے اڈے بن چکے ہیں۔ ان مزاروں پر سجدے، طواف، چادریں چڑھانا، نذر و نیاز لیکر حاضر ہونا، ان کے سامنے حاجات پیش کرنا، ان کی دیواروں کو چومنا، ان کے درختوں کو متبرک سمجھنا، ان پر عرس اور میلے منعقد کرنا۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔ یہ سب کچھ شرک اور ہمارے ایمان سے مذاق ہے، اسی لیے تو امام کائنات ﷺ نے حضرت علی کو یہ مشن دے کر بھیجا تھا کہ جہاں کوئی دربار یا مزار نظر آئے تو اسے زمین کے برابر کر دیا جائے۔ تاکہ شرک کا دروازہ بند کیا جاسکے۔

یہ اسلام کی خوبی ہے کہ وہ برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکتا ہے، اور کفر و شرک کے تمام تر راستوں اور دروازوں کو بند کرتا ہے، شرک کا سب سے بڑا دروازہ، بلکہ چور دروازہ قبروں کی تعظیم، انہیں پختہ بنانا، ان پہ قبے تعمیر کرنا، اور ان پر عرس وغیرہ منعقد کرنا ہے، لہذا نبی اکرم ﷺ نے ان تمام چیزوں سے منع فرما دیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ دوسروں پر اعتماد کرنے کی بجائے ہم اپنی آنکھوں سے قرآن مجید اور حدیث رسول کا مطالعہ کریں، اور توحید کے دلائل پر غور کریں تاکہ شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچ سکیں، اور ایمان جیسی متاع عزیز کو شرک کی بھینٹ چڑھنے سے محفوظ رکھ سکیں۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

قبروں اور مزاروں کے بارہ میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اس قدر واضح ہیں، کہ معمولی سا علم رکھنے والا شخص بھی اگر تھوڑی سی تحقیق کر لے، اور اس باب سے تعلق رکھنے والی احادیث کا مطالعہ کرلے تو حقیقت نکھر کر اس کے سامنے آجائے۔ اور اسے علم الیقین حاصل ہو جائے کہ ہمارے ملک میں بنائی جانے والی پکی قبریں، ان کا طول و عرض، ان کی ساخت، ان پر کھڑی کی جانے والی عمارات، یہ سب کچھ غیر شرعی ہے، اور امام کائنات ﷺ کی تعلیمات، ارشادات اور احادیث کے سراسر منافی ہے، لیکن عوام الناس کو چھوڑیے، خواص بھی اس مسئلے کی جستجو اور تحقیق کی زحمت گوارا نہیں کرتے، جس کے نتیجے میں جگہ جگہ پر قبر پرستی، مزار پرستی، دربار پرستی، شجر پرستی، حجر پرستی اور بیشمار دیگر شرکیہ اعمال کا ارتکاب کیا جارہا ہے۔ عوام الناس کے رجحان کو دیکھ کر حکمران بھی درباروں اور مزاروں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ جس

ملک میں انسانی حقوق نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی، نہ تعلیم مفت، نہ علاج مفت، نہ ادویات اصلی، نہ کھانے پینے کی چیزیں ملاوٹ سے پاک، نہ سڑکیں صحیح، نہ دفتری نظام رشوت اور کرپشن سے محفوظ، غربت اور افلاس جس ملک کا مقدر بنے ہوئے ہیں اس غریب ملک میں کروڑوں روپے کی لاگت سے مزاروں پر کمپلیکس تعمیر ہو رہے ہیں، مردوں کو روشنیوں میں بسایا جا رہا ہے اور انسانیت کو تاریکیوں میں ڈبویا جا رہا ہے۔ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ شرک کے اس کاروبار کو بڑے فخر کے ساتھ ثواب سمجھ کر کیا جا رہا ہے، اگر اسکی دلیل پوچھی جائے، تو جواب ملتا ہے کہ ہم بزرگوں کا احترام کر رہے ہیں، اللہ کے بندو! کیا بزرگوں کے احترام میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دو گے؟ اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے منہ موڑ لو گے؟ درباری مولویوں کا ایک ایسا طبقہ بھی ہے۔ جس کی جسارت کو دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی ہے کہ انہوں نے منصب نبوت و رسالت کو بھی معاف نہیں کیا۔ جو درباروں کا جواز امام کائنات ﷺ کے روضہ اطہر سے پیش کرتے ہیں، یہ کتنی بڑی گستاخی اور جسارت ہے کہ جو نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے اسمیں وہ امت کو بھی شریک کر رہے ہیں؟

امام کائنات ﷺ کے انتقال کے بعد جب آپ کو دفن کرنے کے بارے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہوا، کسی نے کہا کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے، کسی نے کہا کہ بیت المقدس کے پاس دفن کیا جائے، کسی نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: "ما توفی اللہ نبیاً قط إلا دفن حیث تقبض روحه" ۔طبقات ابن سعد۔ "انبیاء علیہم السلام کو اسی جگہ پر دفن کیا جاتا ہے، جہاں ان کی روح اللہ تعالیٰ قبض فرماتا ہے۔" فرمان رسول پر صحابہ کرام کا اختلاف ختم ہو جاتا ہے،

اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آپ کو دفن کیا جاتا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ صرف انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت ہے کہ اگر کسی عمارت کے اندر ان کا انتقال ہو تو انہیں اسی جگہ پر دفن کیا جائے۔ عمارت پہلے سے موجود تھی، آپ کے انتقال کے بعد نہیں بنائی گئی۔

آپ ﷺ کے حکم کے مطابق قبر کچی تیار کی گئی، اور اسکی اونچائی صرف ایک بالشت کے قریب رکھی گئی، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "ان النبی ﷺ الحد له لحدا و نصب علیه اللبن نصبا و رفع قبره من الارض نحوا من شبر" - صحیح ابن حبان- "نبی اکرم ﷺ کے لیے قبر لحد کی طرز پر بنائی گئی، لحد پر کچی اینٹیں لگائی گئیں، اور قبر مبارک زمین سے تقریباً ایک بالشت اونچی رکھی گئی۔

کہاں ہیں وہ علماء جو نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اطہر کو جو صرف آپ کی خصوصیت ہے درباروں اور مزاروں کے لیے بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ وہ جائیں، پاکستان کے درباروں اور مزاروں کو دیکھیں، جہاں جہاں انہیں بزرگوں کی قبریں پکی اینٹوں سے بنی ہوئی، سنگِ مرمر سے سجی ہوئی، اور ایک بالشت سے زیادہ اوپر نظر آئیں، انہیں توڑ کر امام کائنات ﷺ کی قبر اطہر کی طرح کچی کریں، اور زمین سے صرف ایک بالشت اونچی رکھیں۔

اے مسلمانو!! ذرا غور و فکر سے کام لو! ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے امام کی قبر مبارک کچی ہو، تو تمہیں اور تمہارے بزرگوں کو کوئی حق حاصل ہے کہ ان کی قبریں پکی ہوں؟ کائنات کے امام کی قبر زمین سے ایک بالشت برابر اونچی ہو، تو ان مزاروں والوں کی قبریں کئی کئی گز زمین سے اونچی ہوں، کیا ان بزرگوں کا مقام اللہ کے

رسول ﷺ کے مقام سے اونچا ہے؟ اگر نہیں! تو ان کی قبروں کو کچا کرو، اور ان کی اونچائی ختم کر کے زیادہ سے زیادہ ایک بالشت رکھو، وگرنہ اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کے دعوے اور عشق کے نعرے چھوڑ دو۔ امام کائنات کے حکم کی مخالفت کر کے ان سے محبت کے دعوے اس زمانے کا سب سے بڑا جھوٹ اور فریب ہے، یا محبت کے دعوے چھوڑ دو یا حکم کی مخالفت چھوڑ دو؟ حجرۂ اقدس کے اندر دفن ہونا نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے، حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو آپ کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت میسر آئی، اگر آپ کے حجرۂ اقدس میں جگہ نہ ہوتی تو ان دونوں بزرگوں کی قبریں بھی جنت البقیع کے کھلے قبرستان میں بنائی جاتیں، نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت کو پاکستان میں بنائے گئے درباروں کے لیے دلیل بنانا اسی طرح ہے جس طرح مسیلمہ کذاب اور مرزا غلام احمد کذاب نے نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ کیا۔ اور آپ ﷺ کی خصوصیت کو عمومیت میں بدلنے کی ناکام کوشش کی۔

امام کائنات ﷺ کی بہت ساری خصوصیتیں ہیں، مثلاً ایک وقت میں ۹ ازواج مطہرات سے نکاح کی آپ کو خصوصی اجازت دی گئی، آپ کے روضہ اقدس کو دیکھ کر دربار بنانے والے اگر یہ کہیں کہ ہم بھی نبی اکرم ﷺ کی طرح ۹ عورتوں سے بیک وقت نکاح کریں گے، تو ایسے شخص کے بارہ میں شریعت کا کیا فیصلہ ہوگا؟ وہ نبی اکرم ﷺ کی امت سے نکال دیا جائیگا، کیونکہ بیک وقت چار سے زائد عورتوں سے نکاح کرنا صرف نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے، اسی طرح امام کائنات ﷺ کا روضہ اقدس آپ کی خصوصیت ہے، جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں، اس خصوصیت میں جو آپ کا مقابلہ کرے گا، اور آپ کا خصوصی حق چھین کر دیگر بزرگوں کو دے گا، وہ آپ

کا امتی نہیں بلکہ دشمن ہوگا، اور ایسے دشمن کے لیے امت محمدیہ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

روضۂ اطہر خلفائے راشدین اور صحابہ کرام و تابعین کے زمانہ میں سادہ حجرے کی شکل میں تھا، حالانکہ خلفائے راشدین میں پہلے دو خلفاء حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے سسر بھی تھے، اور بعد والے دو خلفاء حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے آپؐ سسر تھے، خلفائے راشدین کے زمانہ میں دولت و ثروت کی کوئی کمی بھی نہ تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں قیصر و کسریٰ کے خزانے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں پہنچائے جا رہے تھے، مگر انہوں نے نہ تو روضۂ اقدس کو عالیشان تعمیر کیا، جس طرح کہ میاں محمد نواز شریف صاحب لاہور میں علی ہجویریؒ کی قبر پر کمپلیکس تعمیر کروا رہے ہیں، اور نہ انہوں نے گنبد بنوایا، اگر نبی اکرم ﷺ کا کوئی اشارہ یا فرمان موجود ہوتا کہ آپ کا مزار بنایا جائے، تو خلفائے راشدین ساری کی ساری دولت خرچ کر کے امام کائنات ﷺ کا مزار دنیا بھر میں سب سے عالیشان، خوبصورت اور وسیع و عریض بنا دیتے، دنیا کا سب سے قیمتی سنگ مرمر آپ کے روضۂ اقدس پر نصب کرتے، تاریخ کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لیجئے، خلفائے راشدین کے مبارک عہد میں روضۂ اطہر کی زیبائش و آرائش، اور وسعت وبلندی کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا گیا، موجودہ گنبد صحابہ کرام کے صدیوں بعد والیان مصر اور ترکی دور حکومت کا کام ہے، جبکہ ہمارے لیے تو حدیث پاک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل حجت ہے، ترکوں کی ایجادات ہمارے دین کا حصہ نہیں ہیں، تاہم نبی اکرم ﷺ کا روضۂ اقدس جس حال میں ہے، یہ صرف اور صرف

آپ کی خصوصیت ہے، دوسروں کے لیے اس کو حجت بنانا رسالتِ مآب ﷺ کی خصوصیت کی نفی اور آپ کی گستاخی ہے، اندر سے آپ کی قبر مبارک آج بھی کچی ہے، الحمدللہ نہ وہاں پر عرس منعقد ہوتا ہے اور نہ میلہ لگتا ہے، نہ طواف ہوتا ہے، نہ نذر ونیاز پیش ہوتی ہیں، نہ چادر چڑھائی جاتی ہے، نہ چراغاں ہوتا ہے، نہ چلہ کشی ہوتی ہے، نہ سجدے کیے جاتے ہیں، نہ شرینی تقسیم ہوتی ہے، نہ چڑھاوے چڑھتے ہیں، نہ کالے بکرے ذبح ہوتے ہیں۔

اے قبروں کے مجاورو! اے درباروں کے گدی نشینو! اور اے قبوں کی حمایت میں جلوس نکالنے والے دینی راہنماؤ! اگر تم روضۂ رسول سے سبق سیکھنا چاہتے ہو، تو آؤ تقابل کریں، روضۂ رسول پر بدعات و خرافات اور شرکیہ اعمال کا کاروبار نہیں ہو رہا، آؤ مل کر پاکستان کے درباروں اور مزاروں سے شرک و بدعت کو اور میلوں ٹھیلوں کو ختم کریں، تاکہ یہ سرزمین صحیح معنوں میں شرک سے پاک ہو جائے اور جس طرح سعودی عرب میں توحید کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں، اس طرح ہمارے ملک میں بھی خوشحالی کا دور دورہ ہو اور جس ذلت و پستی، پسماندگی و بدحالی، فقر وفاقہ، فقیری و مسکینی، بھوک و افلاس، بدامنی و بے سکونی کا ہم شکار ہیں، اس سے ہمیں نجات حاصل ہو جائے۔ کیونکہ پاکستان میں ہزاروں کی تعداد میں یہ مزار و دربار پچاس برسوں میں تو ہمیں کچھ نفع نہ پہنچا سکے، اور آئندہ بھی نہیں پہنچا سکیں گے، تو کیوں نہ ہو کہ اس شرک سے توبہ تائب ہوکر ہم توحید الٰہی کے مضبوط قلعے میں پناہ گزین ہو جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھل جائیں اور اس کی برکتوں اور بخششوں کا پیہم نزول شروع ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر کا مسئلہ

حال ہی میں ۱۵ اپریل ۱۹۹۹ء کو اسلام آباد میں بریلوی فرقے سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگوں نے احتجاجی مظاہرہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر کو کیوں گرایا گیا، اس قسم کا احتجاج اس وقت بھی کیا گیا تھا جب سعودی حکومت کے بانی اور عالم اسلام کے عظیم لیڈر ملک عبدالعزیز۔رحمۃ اللہ علیہ- نے سعودی عرب میں قبروں پر قبوں کو منہدم کر کے ان کی شکل و صورت ویسے منا دی جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھی، ہندوستان سے بریلوی علماء کا ایک وفد اس وقت سعودی عرب گیا اور ملک عبدالعزیز سے مل کر اپنی تشویش کا اظہار کیا، ملک عبدالعزیز نے جواب دیا کہ آپ قرآن و سنت سے دربار بنانے کی کوئی دلیل پیش کردیں تو میں ان مزاروں کو سونے سے بنوا دیتا ہوں، مگر ان میں سے کوئی بھی ملک عبدالعزیز کے سامنے دلیل پیش نہ کر سکا، ملک عبدالعزیز نے سعودی عرب سے درباروں کو ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کا پرچم بلند کیا تو اللہ تعالیٰ نے سعودیہ کی قسمت کو بدل دیا، اس سے پہلے وہ غربت و افلاس کی زندگی بسر کرتے تھے، مگر آج دیکھیں تو امن و سکون میں سعودی عرب دنیا بھر میں پہلے نمبر پر اور مال و دولت کے اعتبار سے قابل رشک ترقی یافتہ ملک ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہ سعودی حکومت جو حرمین شریفین کی توسیع و تعمیر پر اربوں نہیں کھربوں ریال خرچ کر رہی ہے، اس کے علاوہ مقامات مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی توسیع اور حجاج کرام کی سہولت کی خاطر پانی کی طرح بے دریغ سرمایہ بہا رہی ہے، مدینہ منورہ میں مسجد قبا، مسجد ذی الحلیفہ، مسجد قبلتین، مکہ مکرمہ میں

مسجد عائشہ، مسجد خیف، مسجد المشعر الحرام، مسجد عرفات، دنیا کی خوبصورت ترین مساجد میں شمار ہوتی ہیں، اور یہ دلالت کر رہی ہیں کہ سعودی حکومت مقامات مقدسہ اور شعائر اسلام سے کتنی گہری محبت رکھتی ہے، جس طرح ہم اپنی کوئی چیز امانت کے طور پر رکھنے کے لیے امانت دار شخص کا انتخاب کرتے ہیں، اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے ان مراکز کی حفاظت کے لیے اہل توحید کا انتخاب فرمایا ہے، یہی وجہ ہے کہ پورے سعودی عرب میں کسی جگہ پر بھی اس طرح قبر پرستی نہیں ہوتی، جس طرح پاکستان اور دیگر ممالک میں ہو رہی ہے، موجودہ زمانے کے لوگوں کی قبر پرستی اور مشرکین مکہ کی بت پرستی میں کوئی فرق نہیں، وہ بھی غیر اللہ کی پوجا کرتے تھے اور یہ بھی غیر اللہ کی پرستش کر رہے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر مٹانے میں آخر سعودی حکومت کا کیا مفاد ہو سکتا ہے؟ کیا سعودی عرب کے لوگ نبی اکرم ﷺ کی عزت نہیں کرتے؟ وہ کونسی حکومت ہے جس نے مدینۃ الرسول میں اسلامی تاریخ کا سب سے عظیم الشان قرآن کمپلیکس قائم کیا؟ جہاں طبع ہونے والا قرآن مجید اپنی نوعیت کا سب سے منفرد، بہترین اور مہنگا ترین قرآن مجید ہے، کائنات ارضی پر شاید ہی کوئی مسلمان گھر ایسا ہو جہاں وہ قرآن موجود نہ ہو، دنیا میں وہ کونسی زبان ہے، جس زبان میں سعودی حکومت نے قرآن مجید کی تفسیر طبع کروا کر مفت تقسیم نہ کی ہو؟ کیا یہ شعائر اللہ سے گہری محبت و عقیدت کی دلیل نہیں؟ خانہ کعبہ کو غلاف پہنانا سنت سے ثابت ہے، تو سعودی حکومت نے مکۃ المکرمۃ میں ایک عظیم الشان کارخانہ نصب کیا ہے، جو سارا سال صرف اور صرف غلاف کعبہ تیار کرتا ہے، اور کوئی کپڑا وہاں پر تیار نہیں ہوتا، کروڑوں ریال اس غلاف پر ہر سال خرچ ہو رہے ہیں، سال کے اختتام پر جب غلاف

اتارا جاتا ہے اور نیا غلاف پہنایا جاتا ہے، تو پہلا غلاف فروخت نہیں کرتے، بلکہ اس کے ٹکڑے کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں، یاد رہے کہ غلاف کعبہ دنیا کے مہنگے ترین ریشم اور خالص سونے کی کڑھائی سے تیار ہوتا ہے، کیا یہ شعائر اللہ کی تعظیم اور نبی اکرم ﷺ کی سنتوں سے سچی محبت کی دلیل نہیں، شعائر اسلام کی خدمات کے لیے اگر سعودی حکومت کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ مگر ان عظیم الشان خدمات کے باوجود بھی سعودی حکومت سے حسد کرنے والے اس کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خالص توحید کی علمبردار اور نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی پاسبان ہے، ایسی حکومت سے ہرگز یہ توقع نہیں کی جاسکتی وہ اسلامی شعائر کو مٹائے یا ان کی توہین کرے، اس کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت یہ بھی برداشت نہیں کرسکتی کہ اسکی مقدس سرزمین میں شرک کیا جائے۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ پاکستانی جو ہمارے ملک میں درباروں اور مزاروں پر حاضری دینے کے عادی ہیں، جو بزرگوں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں، جو مزاروں پر کالے بکروں کے چڑھاوے چڑھا کر اسے بہت بڑی نیکی سمجھتے ہیں، جو قبروں کی تعظیم کرتے کرتے ان پر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں، جو صاحب قبر کے سامنے اپنی حاجات و مناجات رکھتے ہیں۔ جو قبروں کا طواف اور مزاروں کی دیواروں کو چومتے ہیں، جو مزاروں پر اگے ہوئے درختوں کو متبرک سمجھ کر ان پر دھاگے باندھنا اپنی مشکلات کا حل سمجھتے ہیں، الغرض جنہوں نے درباروں کو شرک کے اڈے، شیطان کی پوجا کے مراکز اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے دشمن بنا رکھا ہے، اس قسم کے لوگوں نے کثرت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر پر آنا جانا شروع کر دیا، کالے بکروں کے نذرانے وہاں پیش ہونے لگے، روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد نے ۱۲ اپریل کو اپنے

رنگین ایڈیشن کا ایک صفحہ سعودی عرب کے خلاف زہر آلود مواد شائع کرنے کے لیے وقف کیا، اسی اخبار نے آج سے دس سال پرانی قبر آمنہ کی تصویر شائع کی، جس میں ۵ پاکستانی حالت مراقبہ قبر پر بیٹھے ہوئے ہیں، ہم اس تصویر کے تناظر میں روزنامہ "اوصاف" کے ایڈیٹر اور دیگر احتجاجی جلوس نکالنے والے دینی راہنماؤں سے چند سوالات کرتے ہیں، ان کا فرض ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں مدلل اور واضح جواب دیں، جس مسئلے پر انہوں نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے، اس پر ان کے پاس کتاب و سنت سے ٹھوس ثبوت بھی ہونا چاہیئے؟

نبی اکرم ﷺ نے تو اپنی امت کو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ استنجا کرنے کا طریقہ تک خود بتلایا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی والدہ کی قبر کا اتنا اہم مسئلہ اپنی امت کو نہ بتلایا ہو؟ ہمارے سوالات درج ذیل ہیں۔

ا۔ نبی کریم ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ ادا فرمایا۔ ایک مرتبہ حج بیت اللہ کیا اور فتح مکہ کے وقت بھی آپ نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر کیا، جبکہ آپ کی والدہ کی قبر ابواء مقام پر ہے جو کہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درمیان عسفان کے قریب ہے، کیا ایک سے زائد مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر گئے؟ حالانکہ اس راستے سے کئی مرتبہ آپ کا گزر ہوا۔

۲۔ روزنامہ "اوصاف" اسلام آباد کی ۱۶ اپریل کی اشاعت کے رنگین صفحے پر سعودی حکومت کے جاری کردہ فتویٰ کے جواب میں بریلوی مکتب فکر کے جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی کے مولانا محمد رفیق کا مضمون شائع ہوا، جس میں انہوں نے ایک حدیث سے استدلال کیا، حدیث کا ترجمہ مولانا صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں "حضرت ابو ھریرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی

زیارت کی پس آپ روئے اور ارد گرد لوگوں کو رلایا پھر فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لیے استغفار کی اجازت مانگی مجھے اجازت نہیں دی گئی، اور میں نے انکی زیارت کی اجازت مانگی تو اللہ نے اجازت دیدی، پس قبروں کی زیارت کیا کرو، پس بے شک قبروں کی زیارت کرنا موت کی یاد دلاتا ہے"

یہ روایت خود انہوں نے استدلال کے طور پر ذکر کی ہے، ہمارا سوال یہ ہے کہ اس روایت کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کو اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اللہ تعالی نے اجازت کیوں نہیں دی؟

۳۔ کیا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لیے خصوصی سفر کیا ہو، کیونکہ مذکورہ روایت والا واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ عمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جا رہے تھے، جیسا کہ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے، اس روایت کے صحابہ متعدد ہیں مگر ہر روایت میں ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے استغفار کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، جس سے معلوم ہوا کہ راوی متعدد ہیں، مگر واقعہ ایک ہی سفر کا ہے۔

۴۔ اگر نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر کی زیارت مستحب ہوتی جیساکہ مولانا محمد رفیق صاحب نے لکھا ہے تو صحابہ کرامؓ اس پر ضرور عمل کرتے، نبی اکرم ﷺ کا حکم ہو، ثواب کا مقام ہو۔ اور صحابہ کرام عمل نہ کریں یہ کسی صورت میں ممکن نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پندرھویں صدی کے پاکستانی سرزمین عجم سے جاکر سرزمین حجاز میں ایک مستحب عمل کریں۔ اور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام جو اس سرزمیں کے مکین تھے وہ اس سے محروم رہیں؟

۵- آل بیت میں سے کسی کا نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر پر جانا کتب احادیث و کتب تاریخ میں سے ثابت ہے ؟

۶- ائمہ اربعہ کا ان کی قبر پر جانا ، یا کتب فقہ میں اس کے مستحب ہونے کا کوئی ثبوت موجود ہو تو پیش کریں خصوصاً فقہ حنفی کی روشنی میں جواب دیں ؟

ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ پوری دنیا کے درباری مل کر ہمارے ان سوالات کا جواب نہیں دے سکتے ، ہم کتاب و سنت کو اپنے اور ان کے درمیان فیصل ٹھہراتے ہیں۔ آئیں کتاب و سنت کی واضح دلیل سے ثابت کریں کہ امام کائنات ﷺ کی والدہ کی قبر کی زیارت مستحب ہے ؟ کیونکہ جو روایت مولانا محمد رفیق صاحب نے پیش کی ہے، اس میں تو نبی اکرم ﷺ کو استغفار کی اجازت بھی نہیں مل رہی، نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔ اسمیں عام قبروں کا ذکر ہے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت مراد نہیں ہے، حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں جنہیں مضمون نگار نے شاید جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا۔ "کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکر الاخرۃ" تفسیر ابن ابی حاتم۔

"میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کر لیا کرو کہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں۔ اس سے مراد عام قبرستان ہے نہ کہ کوئی خاص قبر، پھر قبروں پر جانے کا مقصد بھی بیان فرمادیا کہ صرف فکر آخرت کے لیے، تاکہ قبروں کو دیکھ کر دنیا کے فانی ہونے اور آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کا یقین آ جائے۔ جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر پر جاتے تھے ہم اللہ کو گواہ بنا کر ان سے پوچھتے ہیں کہ صرف اور صرف فکر آخرت اپنی دلوں میں پیدا کرنے کے لیے جاتے تھے یا کہ ثواب سمجھ کر اور تبرک حاصل کرنے کے لیے ؟ کیونکہ جب نبی اکرم ﷺ کو اپنی والدہ کے حق میں

استغفار کرنے سے منع کر دیا گیا، تو ہم وہاں جا کر آخر کیا کریں گے دعا تو کر نہیں سکتے، پھر کیا کریں گے؟

حقیقت حال یہ ہے کہ پاکستانی حضرات وہاں بھی پاکستان والے درباروں، مزاروں کا سلسلہ شروع کرنا چاہتے تھے، جس کی سعودی عرب کی حکومت نے اجازت نہیں دی ان کی مشرکانہ حرکتیں نبی ﷺ کی والدہ کی قبر کو مٹانے کا سبب بنتی ہیں، تو پھر اصل مجرم کون ہوا؟ سعودی حکومت جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی محافظ ہے یا وہ لوگ جو وہاں پہنچ کر غیر شرعی حرکتیں کرتے تھے؟ ہر وہ شخص جو انصاف کی نظر سے ان دلائل کا تجزیہ کرے گا اور حق کی جستجو کرنا چاہے گا وہ فیصلہ کر سکے گا کہ قبر آمنہ کے مٹائے جانے کا اصل سبب اور ذمہ دار کون ہے؟

سعودی عرب کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرنا سیاسی اعتبار سے بھی درست نہیں، سفارت خانوں کا گھیراؤ اور سفارت کاروں کو دھمکیاں دینا بین الاقوامی قانون کی مخالفت ہے، نبی اکرم ﷺ خود غیر مسلم ممالک کے سفیروں کا احترام فرماتے تو مسلم مالک کے سفارت کاروں اور سفارت خانوں پر حملہ آور ہونا کہاں کا اسلام ہے، سعودی عرب کے بارے میں اگر کوئی شکایت ہے تو حکومت کی وساطت سے وہ شکایت سفارت خانے تک پہنچائی جا سکتی ہے، بلکہ پہلے جائزہ لینا چاہیے کہ شکایت بنتی بھی ہے یا کہ ہم خود غلطی پر ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی والدہ کی قبر کے موجودہ مسئلہ پر تمام مکاتب فکر کے جید علما کو کسی فورم میں مدعو کیا جاتا اور کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے دلائل سنے جاتے اور پھر اسکی رپورٹ حکومت کی وساطت سے آگے متعلقہ حکام تک پہنچائی جاتی، پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مکاتب فکر کے علماء

نمائندگی کرتے ہیں، یہ مسئلہ اس کونسل میں پیش کیا جا سکتا تھا، یہ ملک کسی ایک مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کا نہیں بلکہ دیگر مکاتبِ فکر کے لوگوں کے بھی جذبات ہیں،ان کا بھی احساس کرنا چاہیے۔کسی ایک فرقے کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے عقائد و نظریات دوسروں پر ٹھونسنے کے لیے احتجاجی مظاہرے کرتا پھرے، سعودی عرب میں مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ ہیں جو پوری دنیا کے مسلمانوں کے دینی و روحانی مراکز ہیں ان کے خلاف مظاہرہ کرنا حرمین شریفین کی توہین ہے، اسلام کی توہین اور پوری دنیا کے مسلمانوں کی توہین ہے۔ یہ پاک سعودی قدیم تعلقات کے خلاف بڑی گہری اور گھناؤنی سازش ہے ، اگر سعودی عرب کے لوگ پاکستان میں درباروں اور مزاروں پر ہونے والے شرک کے خلاف احتجاج کریں اور پاکستانی سفارت خانے کا گھیراؤ کریں تو آپ کو کیسا لگے گا؟ جبکہ ان کے پاس کتاب وسنت کے دلائل موجود ہیں اور ہم بغیر شرعی دلائل کے مظاہرے کرتے پھرتے ہیں، سفارتی آداب کے منافی ہم جو حرکتیں کر رہے ہیں یہ مہذب قوموں کا شیوہ نہیں، حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ سعودی عرب کے خلاف کسی کو مظاہرہ کرنے کی اجازت نہ دے، کیونکہ اس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے تشخص اور حرمین شریفین کے تقدس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

بزرگوں کا احترام اور مزارات

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، اولیاء و صالحین اور بزرگانِ دین کا احترام ہم سب پر واجب ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے(**والمؤمنون والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض**) سورۃ توبہ۔ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے(**لیس منا من لم یرحم صغیرنا و یعرف شرف کبیرنا**) ابو داؤد، ترمذی۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے چھوٹے پر شفقت نہ کی اور بڑے کی قدر و منزلت نہ پہچانی، وہ بزرگانِ دین جو نہ صرف عمر میں بلکہ علم و فضل اور زہد و تقویٰ میں بھی ہم سے بہت آگے ہیں، ان کے حق کا اندازہ کر لیجئے۔ اسی لئے صحابہ کرام کا ذکر کرتے ہوئے رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والے بزرگوں کا نام لیتے ہوئے رحمۃ اللہ علیہم کہنا ان کے ادب و احترام کا تقاضا ہے۔ لیکن اولیاء و صالحین کی محبت یا احترام کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے نام پر بدعات و خرافات کرنا شروع کر دیں۔ ہمارے ملک میں بزرگوں کی قبروں پر مزار تو جاہل بناتے ہیں مگر ان کو منسوب بزرگوں کی طرف کیا جاتا ہے اور ان کے احترام کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی بزرگ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے برعکس دربار بنانے کا حکم نہیں دے سکتا۔ اور جو ایسا حکم دے گا وہ بزرگ نہیں کہلا سکتا بلکہ وہ تو نبی اکرم ﷺ کا امتی کہلانے کا حق بھی نہیں رکھتا۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے۔ اور شرک کا آغاز اس کائنات میں بزرگوں کی محبت اور شان میں غلو کرنے سے ہوا ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عباس ؓ سورۃ نوح کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم نوح میں شرک کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے اپنے نیک اور صالح بزرگوں کی وفات کے بعد ان کی تصویریں بنا کر رکھ لیں تاکہ انہیں دیکھ کر دل اللہ کی یاد کی طرف مائل ہو جائیں، لیکن رفتہ رفتہ جب

ایک نسل دنیا سے رخصت ہو گئی تو نئی نسل کے پاس شیطان خیر خواہی کا لبادہ اوڑھ کر آیا اور کہنے لگا کہ تمہارے آباء واجداد تو ان کی عبادت کیا کرتے تھے ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے اور ان سے دعائیں مانگا کرتے تھے، جس سے متاثر ہو کر لوگوں نے ان کی تصویروں کو معبود کا درجہ دے دیا(تفسیر القرطبی و تفسیر ابن کثیر)

اسی طرح یہود و نصاریٰ کی گمراہی کا سبب بھی اپنے بزرگوں کی شان میں اضافہ ہے، یہودی حضرت عزیزؑ کی محبت میں حد سے آگے بڑھ گئے اور عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی تعظیم میں مبالغہ کرنے لگے تو دونوں ہی قرآن مجید کے حکم کے مطابق کفر اور شرک کے مرتکب ٹھہرے اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے محبت کی ایک حد ہے اس سے آگے بڑھنے والا شرک میں مبتلا ہو جائے گا۔ اسی لیئے نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو وصیت فرمائی(لا تطرونی کما اطرت النصاری المسیح بن مریم انما انا عبداللہ ورسولہ فقولوا عبداللہ ورسولہ) (بخاری و مسلم) میری شان کو ویسے نہ بڑھانا جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی شان کو بڑھا دیا میں تو اللہ کا بندہ اور رسول ہوں لہذا تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو ۔ موطا امام مالکؒ کی روایت ہے امام کائنات ﷺ نے دعا کی (اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد،اشتدغضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد) اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔ ان لوگوں پر اللہ کا بڑا شدید غیظ و غضب نازل ہوا جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہیں بنا دیا۔

دربار اور مزار بھی بزرگوں کی محبت میں مبالغہ ہے، اور ان کی تعلیمات کے سرا سر منافی ہے، یہ ناممکن ہے کہ دربار ہوں اور وہاں پر شرک نہ ہو، لہذا شرک کے خاتمے کے لئے درباروں کا خاتمہ ضروری ہے، درباروں کے خاتمے میں بزرگوں کی توہین نہیں کیونکہ اصل قبر تو باقی رہے گی اور اوپر بنائی گئی عمارت کو گرا دیا جائے گا۔ ان

عمارتوں کا بزرگوں کے احترام سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ دربار بنانا بزرگوں کی توہین ہے۔ کیونکہ انکی قبروں کو ہم نے نادانی اور جہالت کی بنا پر شرک کے اڈے بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کو سمجھنے اور اسکی اشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ملک کو شرک کا سبب بننے والے مزارات سے پاک صاف کر کے اپنی توحید اور کتاب وسنت کی نشرو اشاعت کا گہوارہ بنائے۔ آمین۔

بنائے لاالہ